رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

جلد ۵ | ۴۔ مئی ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۲۲۔ رجب ۱۳۳۶ھ | نمبر ۸۵

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت بحمد اللہ رو بصحت ہے۔ یکم مئی کو مسجد مبارک میں ظہر کی نماز حضور نے بیٹھکر پڑھی تبدیل آب و ہوا کیلئے کسی ساحلی مقام پر جانیکا اطبا نے مشورہ دیا ہے۔ اسلئے حضور ۳۔ مئی کو بعد نماز عصر فی الحال لاہور تشریف لیگئے ہیں۔ وہاں سے جس جگہ جانیکا ارادہ ہوگا۔ اس سے بعد میں اطلاع دیجائیگی۔

جناب منشی غلام نبی صاحب بحیثیت ایڈیٹر الفضل سرکاری دعوت پر لاہور اس پبلک میٹنگ میں شامل ہونیکے لئے تشریف لیگئے ہیں جو ۴۔ مئی کو زیر صدارت ہز آنر لفٹیننٹ گورنر پنجاب امپیریل جنگی کانفرنس دہلی کی تجاویز کو عمل میں لانیکے لئے منعقد ہوگی۔

۳۰۔ اپریل کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بمعہ بہت احباب مستری عبد الرحمن صاحب لائلپوری کے بھٹہ کو آگ دی۔ اور ۲

اخبار احمدیہ

ولایت میں تبلیغ اسلام قبول احمدیت

جناب قاضی عبد اللہ صاحب لکھتے ہیں

"حال ہی میں یہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی ہوئی۔ جمعہ پر بعض دوست آجاتے ہیں۔ اتوار کے روز زیادہ جمع ہو جاتے ہیں۔ میں خود بھی بعض فیملی میں ضرور تعلیم کے لئے جاتا ہوں۔ اس اتوار کو ایک ہندی صاحب جو یہاں تجارت کرتے ہیں۔ اور جنکے سات بال بچے ہیں ان کے مکان پر گیا۔ اور بھی دوست وہاں موجود تھے۔ بچوں کو مد نظر رکھ کر ان کو ابتدائی تعلیم دیگئی۔ اور مختصر سا سرمن ہوا۔ ان صاحب کا نام میر احمد دین کار ہے۔ قریباً دو ماہ سے زیر تبلیغ تھے۔ اب بفضلہ انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونا قبول کیا۔ اور انکی بیعت کی فارم رات حضور کی خدمت میں مکرمی مفتی صاحب نے ارسال کر دی شہر کارڈف سے تین سمالی لینڈ کے باشندے ملاقات کے لئے آئے۔ ان سے قریباً تین گھنٹے گفتگو رہی سب باتیں ان کو بتائی گئیں۔ آخر انہوں نے سب کو قبول کیا۔ اور حضور کی بیعت میں داخل ہوتے ہیں بیعت فارم ارسال خدمت ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ شہر کارڈف میں کئی ہزار مسلمان عرب ہے اور وہاں بہت کامیابی کی امید ہو سکتی ہے مکرمی مفتی صاحب کے واپس ہونے پر وہاں جانے کی تجویز اور انتظام کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہفتہ رواں میں ایک بیرسٹر سید ناظر حسن صاحب

بھی احمدیہ سلسلہ میں داخل ہوئے ۔ الحمد للہ ۔ خط انکا دستخطی حضور کی خدمت میں لکھا گیا ہے ۔

خاکسار قاضی عبد اللہ بی ۔ اے ۔ بی ۔ ٹی

خواجہ صاحب کی دھوکہ دہی کے خلاف ایک انگریز نومسلم کی آواز

خالد شیلڈریک صاحب اپنے خط مورخہ ۵ - مارچ ۱۹۱۸ء میں جو انہوں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے نام لکھا اور ہمارے پاس اصل موجود ہے ۔ تحریر کرتے ہیں ۔

"میں آپ ہر دو صاحبان سے ملنا بہت ہی پسند کرتا ہوں ۔ میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں ۔ کہ میں کسی نئی آب وہوا میں ہوں ۔ اسلامی اخوت اور نیک نیتی کا ایک سچا احساس محسوس کرتا ہوں ۔ جو کسی دوسری جگہ پایا نہیں جاتا (خالد شیلڈریک صاحب ووکنگ میں بھی بہت عرصہ رہ چکے ہیں) اسلئے آپ کی اور قاضی عبد اللہ صاحب کی صحبت میں ایک یا دو گھنٹے صرف کرنا ایک حقیقی نعمت ہے ۔

خواجہ کمال الدین نے نہ تو مسٹر رچرڈسن کی چٹھی کو اپنے رسالہ میں درج کیا ۔ اور نہ رچرڈسن کی اس درخواست پر عمل کیا جو انہوں نے اپنی چٹھی میں کی تھی ۔ اور وہ درخواست اس بارہ میں تھی کہ خواجہ صاحب اس غلط نتیجہ کی اصلاح کردیں ۔ جو ان کے رسالہ کے پڑھنے سے پیدا ہوتا تھا ۔ کہ رچرڈسن نے حال میں خواجہ صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے ۔ اور یہ بیان کردیا کہ انہوں نے ستمبر ۱۹۱۶ء میں رچمنڈ پارک میں لبی جھیل کے نزدیک میرے (خالد شیلڈریک) ہاتھ پر اسلام قبول کیا مسٹر رچرڈسن نے خواجہ صاحب کو بتا دیا ۔ اسلام کی طرف [illegible] کرنے کا فخر خالد شیلڈریک کو حاصل ہے (نہ کہ خواجہ صاحب کو) اور یہ کہ اس نے فارم پر دستخط خالد شیلڈریک سے دریافت کرنے اور اس بات کا یقین دلایا جانے کے بعد کیا تھا ۔ کہ اس میں کچھ حرج نہیں اس سے جو نتیجہ نکلا اس کی نہ رچرڈسن کو امید تھی ۔ نہ میری بیوی اور نہ مجھے ۔ کہ اس کی نسبت یہ بیان کیا جائے گا ۔ کہ اس نے اُسدن (عید کے دن) اسلام قبول کیا ۔ یا یہ کہ فارم اس طور پر شائع کیجائیگی ۔ جس طرح کہ خواجہ صاحب نے اس کو شائع کیا ہے ۔ اس کارروائی سے مسٹر رچرڈسن کو بہت رنج ہوا ہے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ ہیمبڈن ہل روڈ (خواجہ صاحب کے لیکچر کی جگہ) میں نہیں جاتے ۔ سوائے اس کے کہ کبھی میں اس کو اپنے ساتھ لے جاؤں اب مجھے سمجھ آیا ہے ۔ کہ کیوں خواجہ صاحب کے بیٹے نے گذشتہ اتوار کو مسٹر رچرڈسن کا موجودہ پتہ دریافت کرنے کے لئے مجھے اسقدر تنگ کیا میں نے اس کو پتہ نہیں بتایا ۔ کیونکہ میرا گذشتہ تجربہ یہ ہے ۔ کہ جب یہ لوگ مجھ سے کوئی بات دریافت کرتے ہیں ۔ تو اس کے نیچے ہمیشہ کوئی بھید مخفی ہوتا ہے ۔"

بمبئی میں تبلیغ اور میلاد نبی

مکرمی حکیم خلیل احمد صاحب آج کل بمبئی میں تبلیغ احمدیت کے لئے مقیم ہیں ۔ اسلئے "بمبئی میں تبلیغ" کے عنوان سے جو حالات شائع ہوتے ہیں ۔ وہ انہیں کے ارسال کردہ ہوتے ہیں ۔ ۲۳ - اپریل کے پرچہ میں اس عنوان سے جو خبر شائع ہوئی ہے ۔ اس میں انکا نام لکھنا رہ گیا ہے ۔ احباب اسے انہیں کی طرف منسوب کریں ۔ حکیم صاحب کی تازہ رپورٹ حسب ذیل ہے :-

اس ہفتہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے علاوہ معمولی لیکچروں کے بمبئی کے ایک محلہ میں تقریر کرنیکا موقع ملا ۔ ہمارے ایک احمدی بھائی صفدر حسین صاحب نے اپنے لڑکے کا ختنہ کرایا تھا ۔ لیکن انہوں نے یہاں کے دستور کے مطابق میلاد وغیرہ نہیں کرایا تھا ۔ اس پر ان کے محلہ کے لوگوں نے ان کو مجبور کیا کہ کم از کم میلاد ضرور کراؤ ۔ وہ میرے پاس آئے ۔ میں نے ان سے کہا کہ اچھا آپ اپنے محلہ میں آج میلاد کا اعلان کردیں اور صرف چائے کا انتظام کریں ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا ۔ میں اپنی جماعت کے ساتھ وقت پر وہاں پہنچا ۔ پہلے تو میں نے تقریر میں میلاد کی رسم اور اسکی بدعات کے متعلق نصیحت کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی غرض کو سمجھایا اور موجودہ زمانہ کے حالات کا زمانہ جاہلیت سے مقابلہ کرکے دکھایا اور کہا کہ اب میں تم کو میلاد نبوی اس رنگ میں سناتا ہوں ۔ جس کو کہ تم نے کبھی کسی محفل میلاد میں سنا نہیں ہوگا ۔ میں نے کہا کہ موجودہ زمانہ پر نظر کرو ۔ کیا دنیا کی وہی حالت ہے یا نہیں ۔ جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے قبل تھی ۔ اگر اسلام کا خدا آج بھی وہی خدا ہے جو کہ پہلے تھا ۔ اور زندہ خدا ہے تو زمانہ متقاضی ہے کہ آج پھر نبی کریمؐ کی ولادت ثانیہ ہو پس میں تم کو مژدہ سناتا ہوں ۔ کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے ۔ امت محمدیہ کی حالت موجودہ کو دیکھکر ان کی اصلاح اور ان کے تزکیہ کے لئے آج پھر دوبارہ سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود باوجود میں دوبارہ مبعوث فرمایا علیہما الصلوٰۃ والسلام اور تمام کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ کے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں تناسخ کے طور پر نہیں بلکہ بروز کے طور پر جیسا کہ سورۃ جمعہ سے بھی آپ کی دوبارہ بعثت کا ثبوت ملتا ہے ۔

اسکے بعد میں نے حضرت اقدس کے دعاوی اور دلائل کو مختصر طور سے سمجھایا ۔ لوگوں نے کہا کہ واقعی ہم نے کبھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۴ مئی ۱۹۱۸ء

ستارہ صبح سے ہمارا جائز سوال

ہم نے ستارہ صبح سے اس کے ایک مضمون کے عنوان کے متعلق جو یہ تھا۔ کہ "القادیان ما القادیان وما ادراک ما القادیان" ایک جائز اور معقول سوال کیا تھا۔ جس کا اعادہ ۶-اپریل کے الفضل میں ہو چکا ہے۔ ستارہ صبح نے اس کا تو کوئی جواب نہیں دیا۔ اور نہ دینا چاہتا ہے۔ البتہ ہمیں برا بھلا کہکر اپنی شرافت کا ثبوت دے رہا ہے۔ اور بار بار لکھتا ہے۔ کہ ہم نے "السراج الدین ما السراج الدین وما ادراک ما السراج الدین" کی جو ترکیب بغرض استفہام نہ بغرض اعتراض پیش کی تھی۔ اس سے جناب ظفر علیخانصاحب کے والد ماجد کی اہانت ہوئی ہے۔ جن کا ذکر خیر کرنیکا ہمیں کوئی حق حاصل نہ تھا۔ کیونکہ "قادیان" "الفضل" کے کسی بزرگ کا نام نہیں ہے۔ بلکہ مرزا غلام احمد آنجہانی کا وطن ہے۔ اگر مولوی ظفر علی خاں صاحب نے القادیان ما القادیان لکھا تھا۔ تو الفضل اس کا جواب الکرم آباد ما الکرم آباد لکھکر دے سکتا تھا۔ جو مولوی ظفر علیخاں صاحب کا آبائی وطن ہے۔ اس صورت میں ہمیں اسکی تحریر پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔" یہ درست ہے۔ کہ "ستارہ صبح" کو اس صورت میں کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ اور ہوتا بھی کیوں۔ جبکہ کوئی ایک متنفس بھی ہے کہ خود جناب ظفر علیخانصاحب بھی "کرم آباد" کو مذہبی حیثیت سے کسی قسم کی وقعت دینے کیلئے تیار نہیں ہیں لیکن ستارہ صبح اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ "قادیان" وہ بستی ہے۔ جس کے ساتھ ایک جماعت کو ضرور مذہبی عقیدت ہے پس جب اس عقیدت اور اخلاص کو صدمہ پہنچانیکے لئے جناب ظفر علیخانصاحب نے وہ دل آزار عنوان مقرر کیا تھا۔ تو ہمارے لئے ضروری تھا کہ اس کے جواب میں ان سے کسی ایسی ہی شے کے متعلق دریافت کرتے۔ جو ان کے نزدیک کسی نہ کسی لحاظ سے قابل عزت ہوتی۔ تا جواب دیتے وقت وہ ان احساسات اور جذبات کو پیش نظر رکھ سکتے جو کسی مقدس و معزز چیز سے وابستہ ہوتے ہیں لیکن اگر ہم ایسا نہ کرتے بلکہ کرم آباد کے متعلق ان سے دریافت کرتے۔ تو نہ تو ہمارا دریافت کرنا ہی درست ہوتا۔ اور نہ جناب ظفر علیخاں صاحب کو بتانے میں کوئی لطف آتا۔ اور نہ وہ صحیح اور درست جواب دے سکتے۔ ہمارے اس مطالبہ پر ستارہ صبح کا یہ کہنا۔ کہ ظفر علی خانصاحب نے تو "قادیان" کے لفظ کو دل آزار ترکیب میں جکڑا تھا۔ جو ایک گاؤں کا نام ہے۔ اس کے مقابلہ میں تم "سراج الدین" کے لفظ کو کیوں اسی ترکیب میں پھنساتے ہو جو کہ جناب ظفر علی خاں صاحب کے والد ماجد کا نام ہے۔ کیونکہ اسطرح تمہارے سوال کو ان کی ترکیب سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ درست نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمارے سوال کو جناب ظفر علی خاں صاحب کی استعمال کردہ ترکیب سے مناسبت ہے۔ اور بہت بڑی مناسبت ہے۔ سنئے۔ جناب ظفر علیخاں صاحب نے "قادیان" کے لفظ کو ایک دل آزار ترکیب میں اس لئے جکڑا تھا۔ کہ اس نام کے قصبہ میں حضرت مسیح موعود نے ولادت پائی ہے اور اسطرح ان لوگوں کی جو اس کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی وجہ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ دل آزاری کی تھی۔ "قادیان" کے لفظ نے ان کا کوئی قصور نہ کیا تھا۔ کہ اسطرح انہوں نے اس کو گھسیٹا تھا پس جبکہ ان کو یہ حق پہنچتا ہے۔ کہ لفظ "قادیان" کو محض اس وجہ سے کہ اس میں حضرت مرزا صاحب پیدا ہوئے۔ ایک غیر شریفانہ ترکیب میں جکڑ دیں۔ تو کیا ہمیں اتنا بھی حق نہیں ہے۔ کہ "سراج الدین" کے لفظ کو جو اس شخص کا نام ہے جس کے صلب سے وہ پیدا ہوئے ہیں۔ اسی ترکیب میں استعمال کرنے کی اجازت چاہیں۔ اب دیکھیے ہماری اس اجازت خواہی کو جناب ظفر علیخانصاحب کی ترکیب سے کیسی مناسبت ہے۔ "قادیان" اس بستی کا نام ہے۔ جس کا تعلق حضرت مرزا صاحب کی ولادت سے ہے۔ اس کے مقابلہ میں "سراج الدین" اس شخص کا نام ہے جس کا تعلق جناب ظفر علی خاں صاحب کی ولادت سے ہے۔ کیسی صاف اور کھلی مناسبت ہے۔ امید ہے اب ستارہ صبح کو ہمارے مطالبہ کے جائز تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ اور اس کا جواب مرحمت فرما کر ممنون کریگا۔

ہمارے اس مطالبہ کے متعلق ایک اور بات بھی کہی گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ "الفضل ایک ایسے شخص کے متعلق جس کا بظاہر کوئی قصور نہیں تھا اور جو اس وقت اس دنیا میں موجود بھی نہیں۔ ایسی دیدہ دلیری خیرہ چشمی اور بے حیائی سے اعتراض کرتا ہے۔ کہ شرافت و انسانیت کا خون ہو جاتا ہے۔"

یہ تو ہم بتا چکے ہیں کہ ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ بلکہ بطور استفہام ذکر کیا تھا۔ لیکن اگر وہ ہمارا اعتراض ہی تھا۔ اور ایک ایسے شخص کے متعلق تھا۔ جس کا بظاہر کوئی قصور نہیں۔ تو کیا ایڈیٹر صاحب "ستارہ صبح" بتائینگے۔ کہ "قادیان" کے لفظ کا ہی کوئی قصور تھا۔ کہ جس کو جناب ظفر علی خانصاحب نے خواہ مخواہ نازیبا ترکیب میں جکڑ دیا تھا۔ اگر انہوں نے ایک ایسے نام کو جس سے کسی قصور کا امکان ہی نہیں تختہ مشق بنا لیا۔ تو پھر ہمیں ایک ایسے شخص کے متعلق جس کا بظاہر کوئی قصور نہیں۔ گو اس کا قصور کرنا ممکن ہے وہی ترکیب استعمال کرنے کی اجازت چاہنے پر کیوں برا بھلا کہا جاتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب "ستارہ صبح" کو چاہیئے۔ کہ ہم پر کسی قسم کا حرف رکھنے سے پہلے

اپنے پیشروؤں کی تحریروں کو سمجھ سوچ کر پڑھ لیا کریں۔ ایسی صورت میں ہماری تحریر ضرور انہیں معقولیت اور صداقت پر مبنی نظر آئیں گی۔ اور وہ خواہ مخواہ جھلا کر ہم پر گالیوں کی بوچھاڑ نہ شروع کر دیا کریں گے۔

خواجہ صاحب کی عربی دانی

خواجہ کمال الدین صاحب کے وہ عجیب وغریب حالات اور افعال جو آئے دن مختلف اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں۔ ان کے غلط اور نادرست ہونے کے متعلق خواجہ صاحب نے تاحال ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا۔ اور نکال بھی کس طرح سکتے ہیں۔ جبکہ بیان کردہ حالات بالکل درست اور صحیح ہیں۔ لیکن اخبار پیام صلح خواہ مخواہ خواجہ صاحب کی وکالت کرنی شروع کر دیتا ہے۔ مگر چونکہ اسکی وکالت محض جہالت اور نادانی پر مبنی ہوتی ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ خواجہ صاحب کو کسی قسم کا فائدہ پہنچے۔ ان کی اور زیادہ پردہ دری ہوتی ہے گذشتہ پرچہ میں خواجہ صاحب کے انگریزوں کا مارا ہؤا گوشت کھانے کے متعلق پیام صلح نے جو صفائی پیش کی تھی۔ اسکی حقیقت ظاہر ہو چکی ہے۔ یہ صرف پیام صلح ہی کی مہربانی اور عنایت سے ہؤا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ نہ وہ جناب قاضی عبداللہ صاحب کو یہ کہتا کہ "جاؤ اور ووکنگ کے مسٹر ہرٹ سے جاکر پوچھو" اور نہ ہی جناب قاضی صاحب مسٹر ہرٹ سے پوچھتے۔ اور وہ یہ جواب دیتے۔ کہ "ہم مسلمانوں کو ذبح کرنے کی کوئی اجازت نہیں دیتے" اس طرح بات وہیں کی وہیں رہجاتی۔ مگر پیام صلح نے نادان دوست بنکر اس معاملہ میں خواجہ صاحب کیساتھ وہ کچھ کرایا جو کسی دشمن سے بھی امید نہیں ہوسکتی تھی۔ اس سے بھی بڑھ کر پیام صلح نے خواجہ صاحب کو ایک درسعیبت میں ڈالا ہے۔ اور وہ یہ کہ جس پرچہ جس میں خواجہ صاحب کے گوشت کھانے کے متعلق خامہ فرسائی کیگئی تھی۔ اسی میں ان کی عربی دانی کا بڑے زور شور سے اظہار کیا گیا تھا اور صرف ذکر ہی نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ ان کے مقابلہ میں جناب قاضی عبداللہ صاحب کو علم عربی سے ناواقف قرار دیتے ہوئے لکھا تھا کہ

> "خواجہ صاحب تو ماشاءاللہ جسقدر عربی جانتے ہیں وہ ان کی تازہ تصنیف ام الالسنہ سے ظاہر ہے۔ تمہارے پاس بھی اپنی عربی دانی کا کوئی ثبوت ہے۔ تو اسے پیش کرو۔ ورنہ خواہ مخواہ دوسروں کے منہ نہ آؤ"
>
> (پیام صلح ۲۵- نومبر ۱۹۱۷ء)

پیام صلح کے ان الفاظ کا ہم بھی نہایت معقول اور مسکت جواب دے سکتے تھے لیکن ہمارا جواب خواہ کیسا ہی زبردست کیوں نہ ہوتا۔ تاہم اسکی وہ حیثیت نہ ہوتی۔ جو خود جناب قاضی عبداللہ صاحب کیطرف سے دئے ہوئے جواب کی ہوتی۔ اس لئے ہم خاموش ہو کر جناب قاضی صاحب موصوف کیطرف سے جواب کے آنے کے منتظر رہے۔ چنانچہ اب ان کی طرف سے جواب موصول ہو گیا ہے۔ جسے ذیل میں درج کرنیسے پہلے ہم ایڈیٹر صاحب پیام صلح کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ لیجیے حضور جناب قاضی عبداللہ صاحب نے تو اپنی عربی دانی کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ اب خواجہ صاحب کو مقابلہ پر لائیے اور انکی عربی دانی کا ثبوت دنیا کے سامنے پیش کیجئے۔ جناب قاضی صاحب کا جواب حسب ذیل ہے۔

خواجہ صاحب کو چیلنج

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے میرے مضمون مندرجہ پیسہ اخبار کے جواب میں جو کچھ زہر اگلا ہے۔ اور مجھے گالیاں دی ہیں۔ ان پر نوٹس لینا کچھ ضروری نہیں۔ جب وہ اپنے مرشد اور اس کے پیارے اہل بیت سے نہیں ٹلیتے تو میں کیا شے ہوں۔ یہود اپنے حبیب چند روپیوں کی خاطر اپنے آقا سے دغا کی اور اس کے دشمنوں سے جا بغل گیر ہؤا۔ تو کسی کا کیا حق ہے۔ کہ اس کی بد زبانی کا شاکی ہو۔ میں نے حکایتاً لکھا تھا کہ خواجہ صاحب نے سود کا روپیہ لیکر کرایہ پر نماز کے لئے مکان لیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب پیغام اس کا انکار نہیں کر سکے۔ البتہ حضرت مسیح موعود جن کا نام لینا اس ملک میں ان کے نزدیک زہر قاتل ہے۔ ان کی فتوے سے اسکو جائز قرار دیتے ہیں۔ شکر ہے۔ کہ اس ملک میں بھی کچھ حضرت مرزا صاحب کو ماننے کی ضرورت نکل آئی ہے۔ باقی رہا۔ خواجہ صاحب کا انگریزوں کا مارا ہؤا گوشت کھانا۔ سو ایڈیٹر صاحب تو لاہور میں بیٹھے ہوئے خواہ مخواہ خواجہ صاحب کی طرف سے من گھڑت جواب لکھکر اپنی روٹی حلال یا حرام کر رہے ہیں بات تب ہے۔ کہ جناب خواجہ صاحب اور عزیز خواجہ نذیر احمد صاحب اور ملک صاحب کے دستخط سے تحریر شائع ہو جائے۔ کہ ان کے ہاں کبھی انگریزوں کا ذبح کیا ہؤا گوشت نہیں آتا رہا۔ اور بہ سبب مجبوری کھایا نہیں جاتا رہا۔ پھر ایڈیٹر صاحب موصوف خواجہ صاحب کے مقابلہ میں میری عربی دانی پر حملہ کرتے ہیں مجھے نابلد محض قرار دیتے ہیں۔ اور خواجہ صاحب کے عالم ہونے کے ثبوت میں کتاب ام الالسنہ پیش کرتے ہیں سبحان اللہ کیا عجیب ثبوت ہے۔ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب اور اس کے مسودات لے کر ایک کتاب لکھ مارنا اور اس کو اپنے نام سے منسوب کر دینا۔ کچھ مشکل بات نہیں۔ اور اتنے سے کوئی عربی زبان کا ماہر نہیں بنجاتا۔ میں امید نہیں کرتا۔ کہ خواجہ صاحب نے ایڈیٹر پیغام کو ایسا مضمون لکھنے کی تحریک کی ہو۔ وہ ایسے نادان نہیں ہیں۔ اور وہ یہاں میرے قریب رہتے ہیں۔ اور میں اس کا فیصلہ چند منٹوں میں ان کے ساتھ کر سکتا ہوں لیکن میں ان سے خواہ مخواہ لڑنا نہیں چاہتا۔ آخر وہ میرے احمدی بھائی ہیں۔ ان کی وجہ سے ووکنگ کے نو مسلم انگریز احمدیت کے قریب ہو رہے ہیں۔ میں کیوں خواجہ صاحب سے الجھوں ہاں ان کے نادان دوست

ایڈیٹر پیغام سے جو انہیں خواہ مخواہ ذلیل کرانے کے درپے ہیں - عرض کرتا ہوں - کہ ان میں ہمت اور صداقت ہے تو خواجہ صاحب کو میرے مقابلہ پر عربی دانی کے امتحان کے واسطے آمادہ کریں - بآسانی فیصلہ ہو جائیگا -

مسٹر آرنلڈ ایک عربی دان انگریز ہیں - یا ڈاکٹر عبد المجید صاحب بیرسٹر کو ممتحن مقرر کیا جائے - اور ان میں سے کسی ایک کو منوا لینا میرے ذمہ رہا - البتہ ممتحن کی فیس میں اور خواجہ صاحب نصفا نصف ادا کریں گے - امتحان کے ۴ پرچے ہوں گے -

(۱) پرچہ اول - زبانی - قرآن شریف کا کوئی رکوع بطور فال کے نکالا جائیگا - خواجہ صاحب پڑھیں میں بھی پڑھونگا -

(۲) پرچہ دوم - تحریری - چند آیات قرآنی بطور فال نکالی جائیں گی - ہر دو انکا ترجمہ لکھ دیں گے -

(۳) پرچہ سوم - کوئی عربی عبارت ممتحن دیگا - ہم اُس پر اعراب لگائیں گے - اور ترجمہ کریں گے -

(۴) پرچہ چہارم - انگریزی عبارت ممتحن دے گا - ہم ہر دو اس کا ترجمہ عربی میں کر دیں گے - ہر ایک پرچہ کا سَو سَو نمبر ہوگا - ایک دو گھنٹے میں سب طے ہو جائیگا -

لائیے اب خواجہ صاحب عالم فاضل کو اس نابلد محض کے مقابلہ میں نکالئے -

قاضی عبداللہ بی - اے - بی - ٹی -
لنڈن - ۴ - فروری ۱۹۱۸ء

معاونین الفضل توجہ فرماویں

ان ایام میں جبکہ گرانی اور قحط سالی کیوجہ سے ہر ایک چیز کی قیمت پہلے کی نسبت تگنی اور چوگنی ہے اخبارات کی مالی حالت پر بہت برا اثر پڑا ہے - کوئی بڑے سے بڑا اور مشہور سے مشہور اخبار شاید ہی ایسا ہوگا - جو اپنی قیمت بڑھانے اور حجم کم کرنے پر مجبور نہ ہوا ہو - اگر ہندوستان کے اخبارات کو جانے دیں اور ان پرچوں کا تو ذکر ہی نہ کریں - جو ایک محدود دائرہ اور ایک خاص حلقہ کے اندر گھرے ہوتے ہیں - بلکہ یورپ کے اخبارات کو دیکھیں جن کی اشاعت سینکڑوں اور ہزاروں سے گذر کر لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے - تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں - کئی ایک تو بند ہو چکے ہیں - کئی ایک نے پہلے کی نسبت اپنی قیمت دوگنی اور تگنی کر دی ہے - اور کئی ایک اپنے حجم کو کم کر رہے ہیں - جب یوروپ کے اخبارات کی یہ حالت ہو رہی ہے - تو خیال کر لینا چاہیئے - کہ ہندوستان کے اخبار جن کی اشاعت عام طور سینکڑوں سے تجاوز نہیں ہوتی - اور پھر ان میں سے وہ اخبار جو کسی خاص فرقہ یا جماعت سے تعلق رکھنے کی وجہ سے بہت قلیل اشاعت رکھتے ہیں - کس حالت میں ہوں گے - چونکہ اخبار الفضل ایک ایسا ہی اخبار ہے - اور اس کی اشاعت جماعت احمدیہ میں اور اس کے بھی ایک خاص حلقہ میں محدود ہے اسلئے اس کی مالی حالت پر مضر اثر پڑنا ضروری تھا - چنانچہ پڑا - لیکن باوجود اس کے اسوقت تک اخبار اسی حجم اور اسی قیمت پر دیا جا رہا ہے - جو جنگ سے پہلے مقرر تھی - یعنی نہ تو حجم میں کمی کیگئی ہے - اور نہ قیمت میں اضافہ کیا گیا ہے - لیکن تابکے - دن بدن بڑھنے اور ترقی کرنے والی گرانی اخراجات کو حد سے زیادہ بڑھا رہی ہے - موجودہ کاغذ جو اخبار کو لگایا جا رہا ہے - اس اعلےٰ درجہ کے کاغذ کی نسبت جو جنگ سے پہلے لگایا جاتا تھا - قریباً تگنی قیمت پر بھی بمشکل دستیاب ہو رہا ہے - اسی طرح چھپوائی وغیرہ کی اشیاء روز بروز گراں ہوتی جا رہی ہیں - اور کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ پہلے کی نسبت ان کی قیمتوں میں اضافہ نہ ہو - ان حالات میں احباب اندازہ لگا سکتے ہیں - کہ جب الفضل کی آمد کی وہی شرح ہے - جو جنگ سے پیشتر تھی - لیکن خرچ اسوقت کی نسبت اب کئی گنا زیادہ ہو گیا ہے - اور دن بدن ہو رہا ہے تو پھر اخبار کی مالی حالت کے کمزور ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے - یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کا اثر ہے - کہ اس وقت تک اخبار اپنی شان کو قائم رکھے ہوئے پورے حجم کیساتھ شائع ہو رہا ہے - ورنہ وہ حالات جنہوں نے بہت سے کثیر الاشاعت اخبارات کو بند ہو جانے پر مجبور کیا اور بہت سوں کو قیمتیں بڑھانے یا حجم کم کر دینے یا دونوں صورتیں اختیار کرنے پر لاچار کیا - بہت خطرناک اور ہمت شکن تھے - اور ان سے الفضل کا متاثر ہو جانا ضروری تھا - چونکہ کاغذ اور چھپوائی وغیرہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں - اس لئے احباب کو الفضل کی مالی حالت کو مضبوط بنانے کیطرف خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے - تاکہ اخبار باقاعدہ پورے حجم کیساتھ پہلی ہی قیمت پر ان کی خدمت میں پہنچتا رہے - اس کے لئے دو صورتیں اختیار کیجا سکتی ہیں - اول یہ کہ ان اصحاب کو جو الفضل کے مطالعہ کے تو شائق ہیں - لیکن خریدار نہیں ہیں خریدار بنایا جائے - اور انہیں کہا جائے کہ دوسروں کا اخبار لیکر مفت پڑھنے کی بجائے - خود قیمت دیکر اپنے نام اخبار جاری کرائیں - دوسرے الفضل کے کاغذ فنڈ میں حسب توفیق مدد دی جائے - امید ہے کہ احباب بہت جلدی ہماری گذارش پر توجہ فرمائینگے ورنہ مجبوراً یا تو حجم کم کر دینا پڑے گا - یا قیمت زیادہ کرنی پڑے گی - لیکن یہ دونوں صورتیں ہمیں پسند نہیں ہیں - کیونکہ حجم کم کر دینے سے بہت سے ضروری مضامین کی اشاعت میں تاخیر واقعہ ہو جائیگی اور بعد از وقت شائع ہونے سے ان کا اصلی لطف قایم نہ رہ سکے گا - پھر کئی مضامین شائع نہ ہو سکیں گے اور اگر قیمت زیادہ کر دی گئی - تو ان احباب پر جو بمشکل موجودہ قیمت ادا کر رہے ہیں - ناقابل برداشت بوجھ پڑ جائیگا - اسلئے بہتر یہی ہے - کہ جو احباب خریدار نہیں ہیں - وہ خریدار بنکر خود بھی فائدہ اٹھائیں اور اخبار کی مالی حالت کو بھی مضبوط بنا کر دوسرے بھائیوں کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

تزکیہ نفس

از مولٰنا سید محمد سرور شاہ صاحب
فرمودہ ۱۹- اپریل ۱۹۱۸ء

سورہ ابراہیم کی آیات (۹ تا ۲۰) تلاوت فرمانیکے بعد فرمایا میں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں بتایا تھا کہ مسیح موعود کی جماعت کا سب سے بڑا کام جس سے اس کی کامیابی وابستہ ہے۔ **دعا** ہے۔ لیکن جہانتک ہم دیکھتے ہیں۔ وہ دعائیں جنپر ہماری کامیابی منحصر ہے ان میں ہم سستی کرتے ہیں۔ حالانکہ جب تک دعا اس حد تک نہ ہو۔ جس حد تک خدا نے مقرر کی ہے۔ کامیابی نہیں ہوتی۔

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں۔ ان میں اللہ تعالٰے نے بتایا ہے۔ کہ مسیح موعود کی جماعت کا ہی یہ کام نہیں کہ دعائیں کرے بلکہ وہ انبیاء جن کی امت کے متعلق بظاہر اور کام بھی ہوتے تھے۔ یعنی ان کو کامیابی کے لئے جنگ وغیرہ سے بھی دشمنوں کا جوابی طور پر مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ وہ بھی دعاؤں میں مصروف رہتے تھے۔

ان آیات میں کل انبیاء کی کامیابی کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ انبیاء جب آتے ہیں۔ تو دعوے کرتے ہیں کہ ہم خدا کی طرف سے مخلوق کی ہدایت کے لئے مامور ہیں۔ اور خدا ہماری تائید کریگا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ ان کی تائید کرتا ہے۔ ان کی اس آواز پر کمزور لوگوں کا ایک حصہ ان کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ مگر ایک عرصہ تک ان لوگوں کی پہلی حالت کی اصلاح پورے طور پر نہیں ہوتی۔ انبیاء کے ماننے والوں میں شرک نہیں ہوتا۔ لیکن پھر بھی شرک کی مخفی در مخفی جڑیں دور ہونے کے لئے ایک زمانہ درکار ہوتا ہے لیکن اگر اس مخفی شرک کو دور کرنے کی کوشش نہ کیجائے تو وہ بڑھ جاتا ہے۔ اور پھر اس سے بدیوں میں ترقی ہو جاتی ہے۔ انبیاء کی جماعتوں کی کامیابی کا زمانہ وہ ہوتا ہے۔ جس میں ان کے دلوں سے شرک بالکل مٹ جاتا ہے۔ اور اسی کا نام تزکیہ نفس ہے۔ انسان بعض اوقات خیال کرتا ہے۔ کہ میں تمام منہیات سے باز رہتا ہوں اور تمام اوامر پر عمل کرتا ہوں۔ اب مجھ میں کوئی کمی نہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض غلطیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ لیکن جوں جوں انسان کوشش کرتا ہے۔ تو ایک میدان کو قطع کرنے کے بعد دوسرا میدان اللہ تعالیٰ اس پر کھول دیتا ہے جب اسکو طے کر لیتا ہے۔ تو پھر ایک اور کھول دیتا ہے۔ اور اس طرح یہ ترقی کبھی ختم نہیں ہوتی میں نے ایک صوفی کی کتاب پڑھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ میں تیس ۳۰ سال تک تزکیہ نفس میں مصروف رہا۔ اور تیس ۳۰ سال کے بعد مجھے خیال پیدا ہوا کہ میرا نفس اب اللہ کے فضل سے واقعی طور پر تمام نقصوں سے پاک ہو گیا ہے۔ جب میں بہت دنوں تک غور کرتا رہا تو آخر ایک دن صبح کی نماز میں مجھ کو دیر ہو گئی۔ اور میں بمشکل آخری رکعت میں شامل ہو سکا۔ اس سے مجھے بہت شرمندگی ہوئی۔ کہ لوگ کہینگے کہ اچھے صوفی ہیں۔ جو اسقدر زیادہ کھاتے ہیں۔ کہ صبح کی نماز میں بھی وقت پر شامل نہیں ہو سکتے۔ اس خیال کے ساتھ ہی مجھ کو خیال آیا۔ کہ ابھی تک مجھ میں شرک خفی باقی ہے۔ پھر میں نے تیس سال کی نمازیں دہرائیں۔ خیر یہ تو جو کچھ ان صوفی صاحب نے کیا کیا۔ ہمیں ان تدبیروں کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر ہم قرآن کو غور سے پڑھیں تو تمام ہماری کمزوریاں صاف طور پر ہمیں محسوس ہو جاتی ہیں۔ اگر تمام نہیں تو جو ظاہر ہیں وہ تو ہر ایک شخص کو معلوم ہو سکتی ہیں۔ بعض ایسی باتیں ہیں۔ کہ بہت سے لوگ ان میں مبتلا ہیں۔ مثلاً غیبت اس کا اس قدر رواج ہے۔ کہ اکثر لوگ اس میں گرفتار پائے جاتے ہیں حالانکہ قرآن شریف میں صاف طور پر حکم ہے کہ غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے کوئی شخص یہ تو پسند نہیں کریگا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے لیکن غیبت سے پرہیز نہیں کریگا۔ اسی طرح وعدہ خلافی ہے۔ اس کا بھی بہت رواج ہے۔ حالانکہ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ ان العهد كان مسئولا۔ جب تک یہ سب باتیں پورے طور پر دور نہ ہو جائیں اسوقت تک تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا اور جب تک تزکیہ نفس نہ ہو۔ کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ فضل خدا کیطرف سے آتے ہیں۔ لیکن اسی وقت جب فضل کا جاذب بھی ہو۔ جب تک جاذب نہیں تو فضل بھی نہیں آتے۔

تزکیہ کے علاوہ دوسروں کو امر حق کی تبلیغ بھی انسان کا کام ہو جاتا ہے۔ نبی کے وقت میں تیار ہونے والے۔ نبی کے قایم مقام ہوتے ہیں۔ چونکہ نبی بھی مبلغ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی جماعت کا بھی فرض ہے کہ وہ تبلیغ کرے۔ نبی کو حکم ہوتا ہے۔ بلغ ما انزل الیك اور دوسری طرف نبی کی جماعت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس الآیہ کہ تمہارا کام بھی تبلیغ ہے تم دوسرے لوگوں کی بھلائی کے لئے ہی پیدا کئے گئے ہو۔ غرض خلاصہ یہ ہے کہ اول تزکیہ نفس کی ضرورت ہے۔ دوم تبلیغ حق کی اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل آتے ہیں۔

اب میں بغیر کسی تمہید اور تفسیر کے ان آیات کا ترجمہ ہی کر دیتا ہوں۔ (اسکے بعد آپ نے ان آیات کا ترجمہ کیا اور پھر فرمایا) دیکھو ان آیات میں کسی نبی کا استثناء نہیں کیا۔ بلکہ یہی فرمایا کہ سب کا غلبہ دعا ہی سے ہوا۔ یاد رکھو کہ غلبہ تو خدا ہی دیتا ہے۔ مگر خدا کی طرف سے فرض کر دیا گیا ہے۔ کہ انسان جدوجہد اور کوشش سے کام لے۔ اور ان ذرائع سے کام لے۔ جو خدا نے کسی مقصد کے حصول کیلئے مقرر فرمائے ہیں۔ ان ذرائع میں سے ایک بہت ہی بڑا ذریعہ دعا ہے کیا ہی بدقسمتی ہوگی ہماری جب ہم دعا نہیں کریں گے

یہ کام جو خدا کو منظور ہیں - ہوکر ہی رہیں گے - اور وہ ضرور کریگا - لیکن ہم پر افسوس ہوگا - کہ ہم ان کاموں کے ہونیکا ذریعہ نہیں ہونگے - قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ اگر صحابہ اس مقصد کی پیروی نہیں کرینگے تو خدا ایک اور قوم کھڑی کردیگا - پس اسی طرح اگر ہم حضرت مسیح موعود کے ساتھ جو وعدے کئے گئے ہیں انکے پورا کرنے والے نہ ہوں گے تو اللہ تعالےٰ ایک اور قوم کھڑی کردیگا - اور اگر ہم نے یہ کام نہ کیا - تو بعد والے اس کام کو کریں گے - مگر ان کا کرنا ہمارے لئے شرمندگی کا باعث ہوگا -

اگر کسی کی بیوی یا بچہ یا دوست بیمار ہو تو وہ بیقرار ہوجاتا ہے - اور دعاؤں میں مصروف ہوجاتا ہے - اور دوسرے لوگوں سے دعائیں کراتا ہے - مگر اسلام کی ترقی کے لئے دعائیں کرنے میں بہت سے ہیں جو سستی کرتے ہیں - بیوی - بچوں کی بیماری اور صحت یہ سب شخصی اغراض ہیں - مگر اسلام کی کامیابی کے لئے دعا کرنا مشترکہ فرض ہے - اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے - کہ ہم دعاؤں میں مصروف ہو جائیں - اور اپنی حالتوں میں نمایاں تغیر کریں - آمین*

بخدمت جمیع سیکرٹریان انجمنہائے احمدیہ

قادیان کے غریب مہاجرین اور مسکین طلباء کے پارچات بنوانے پر نقد روپیہ خرچنے اور نئے کپڑے بنوا کر دینے سے بہت اخراجات کا انجمن کو متحمل ہونا پڑتا ہے - اس لئے احباب اگر اپنے مستعمل کپڑے اور ہر قسم کے پارچات یہاں بھیجدیا کریں - تو اخراجات میں بہت کمی ہوسکتی ہے - میں مختصراً آپ صاحبان کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ چونکہ اسوقت موسم کی تبدیلی ہونے پر کرتوں پاجاموں اور ٹھنڈے کپڑوں کی ضرورت ہے - اس لئے آپ صاحبان اپنی اپنی جماعت میں تحریک کرکے یہاں کپڑے ارسال فرماویں -

سید محمد اسحاق سکرٹری صدر انجمن احمدیہ
قادیان - ضلع گورداسپور

نامۂ صادق

حالات انگلستان
تبلیغی کوششیں

بک آف آرٹی مس

کسی صاحب نے حالات ایام جنگ پر جو انگلستان میں گذر رہے ہیں - ایک چھوٹی سی کتاب بائیبل کی طرز اور زبان میں بہت دلچسپ پیرایہ میں لکھی ہے - اس کتاب کا نام ہے - کتابِ آرٹی مس - چھوٹی تقطیع قریب ستر صفحات - مجلد قیمت ۸ جو حجم کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے - پھر بھی قریباً ساٹھ دفعہ تھوڑے عرصہ میں چھپ چکی ہے - اس میں سے چند فقرات ناظرین کی دلچسپی کے واسطے ترجمہ کرتا ہوں -

اور دیکھو یورپ کی زمین پر سب امن تھا - مگر ولی جو ہو قوم کا حاکم تھا - اس کا حسد اور کینہ بہت بڑھا - اور اس نے کہا میں خدا کی نظر میں برگزیدہ ہوا - اور خدا بھی میری نظر میں برگزیدہ ہوا - پس میں تمام زمین پر اور تمام پانیوں پر حکومت کرونگا -

اسوقت ملک انگ میں بڑی دولت تھی - اور پادری لوگ ملک میں پھرتے تھے - اور پکارتے تھے - بدی - بدی - سب بدی ہے - اور پادریوں نے اپنے ہاتھ آسمان کیطرف اٹھائے - اور کہا ہمیں بدی سے بچا - اور لوگوں نے اپنے ہاتھ زمین کی طرف نیچے کئے اور کہا ہمیں پادریوں سے بچا -

اور تاجروں نے ہر شئے کی قیمت بڑھائی اور وہ دبلے زمانہ میں بہت موٹے ہوگئے -

اور دیکھو ملک کے سب جوان مرد جنگ پر بلائے گئے - اور اسواسطے سب کام عورتوں کے سپرد ہوا - اور عورتوں نے خوشی سے سب کام کرنا شروع کیا - یہانتک کہ انہوں نے زراعت کا کام بھی سنبھالا - لیکن جب کھیت میں کھاد ڈالنے کا وقت آیا تو اس کی بدبو سے عورتوں نے اپنے رومال ناک پر رکھے اور بھاگ کر شہر میں آگئیں - اور جو کچھ انہوں نے کمایا تھا - وہ سب عطر اور خوشبو کی خریدنے پر خرچ کیا - پھر بھی بدبو ان کی ناک سے نہ گئی -

اور تماشہ گاہوں پر حکام نے ٹیکس لگایا - مگر اس سے لنڈن کے تماش بینوں کی تعداد میں کچھ کمی واقعہ نہ ہوئی -

ٹی پارٹی

اس قصبہ میں مس میڈک ایک معزز امیر لیڈی ہیں - جو ہندوستان اور شام اور امریکہ اور مصر وغیرہ ممالک میں بہت سیاحت کر چکی ہیں - پنجاب میں مسٹر مورو ریلوے کے کانسلٹنگ انجنیر تھے - ان کے اقربا میں سے ہیں - اور اس سبب سے لاہور بھی رہ چکی ہیں - ان سے ملنے کا اتفاق دو تین دفعہ ہوا - ۲۲ - جنوری کو انہوں نے عاجز کی خاطر ایک ٹی پارٹی دی - جسمیں ان کے معزز دوست مدعو تھے اور ان میں دو پادری صاحبان بھی تھے مس میڈک کی شاندار کوٹھی کے مختلف کمرے ہندوستان اور شام اور دیگر ممالک کی عجائب اشیاء کی سجاوٹ سے ایک چھوٹا سا عجائب گھر بنا ہوا ہے - ہندوستان کے متعلق دیگر گفتگو کے درمیان قبر مسیح کا بھی ذکر ہوا - اور عاجز نے کتاب ٹیچنگ آف اسلام اس معزز لیڈی کو بطور تحفہ دی جس کو اس نے کہا کہ میں پڑھوں گی - اور فخر کیساتھ اپنے پاس رکھوں گی - ایک بہت دلچسپ مختصر سا جلسہ شام کو رہا - جس میں ایک حد تک موقعہ تبلیغ حاصل ہوا - فالحمد للہ - لیڈی صاحبہ کے کمرے میں

میز پر ایک رحل بھی رکھا ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ تو بالخصوص قرآن شریف کے رکھنے کیواسطے ہے اسپر میں نے ایک پہلا پارہ لیڈی صاحبہ کو دیا۔ جس کو انہوں نے رحل پر رکھ دیا ہے۔ ادب جو آتا ہے لئے دیکھتا ہے۔ اور پڑھتا ہے۔

پادری ہی وڈ صاحب

جس مکان میں عاجز رہتا ہے۔ یہاں کی لینڈ لیڈی کے واقف ایک پادری صاحب دو روز کے واسطے اس قصبہ میں تشریف لائے۔ اور یہاں ہی قیام پذیر ہوئے۔ اسواسطے ان کیساتھ گفتگو کا موقعہ ملتا رہا جب میں نے رسول پاک محمد المصطفےٰ والمجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔ تو آخر فرمانے لگے کہ بیشک وہ خدا کے نبی تھے۔ بغیر نبی کے دوسرا شخص اتنا بڑا روحانی کام نہیں کرسکتا یہ ضرور وحی الٰہی کی تائید سے تھا۔ جو انہوں نے کام کیا۔ ہماری لینڈ لیڈی بھی سنتی تھی تعجب کرنے لگی۔ پھر پادری صاحب نے فرمایا۔ جس خوبی سے آپ اسلام کو پیش کرتے ہیں یہ طرز اس ملک کے لوگوں پر بہت جلد اثر کرے گا پادری صاحب کا اسم گرامی ہے وڈ ہے۔ جب ہم چائے پر بیٹھے تو اتفاقاً بسکٹوں پر حروف پی۔ ایم لکھے تھے۔ پادری صاحب فرمانے لگے۔ یہ آپ کے کھانے کے واسطے ہیں۔ اسواسطے ان پر پی۔ ایم یعنی پرافٹ محمدؐ لکھا ہے۔ یہ بھی ایک فال نیک ہے۔

قبول اسلام

جب میں نے لنڈن سے یہاں آنیکا ارادہ کیا۔ تو میں نے یہاں کے ایک اخبار کو ایک مضمون بھیجا کہ میں اس قرب وجوار میں موسم سرما گذارنا چاہتا ہوں۔ جہاں سردی کم پڑتی ہو۔ اور کسی شریف گھرانے میں اپنے خرچ پر رہنا چاہتا ہوں اس اخبار کو پڑھ کر کئی صاحبان نے مجھے خطوط لکھے اور اپنی شرائط اور کرایہ مکان وخرچ خوراک سے اطلاع دی۔ انہیں میں سے ایک صاحب ڈاکٹر جی ڈی۔ ایچ برج۔ ایم۔ آر۔ سی۔ ایس ہیں جو قصبہ شینکلن میں رہتے تھے۔ چونکہ میں نے آخر وٹنور میں رہنے کا فیصلہ کیا۔ اسواسطے ڈاکٹر صاحب کے ہاں ٹھہرنے کے واسطے تو میں نہ جا سکا لیکن میں نے اپنے خط کے ساتھ سلسلہ کے چند رسائل بھی روانہ کر دیئے تھے۔ اسواسطے ڈاکٹر صاحب کیساتھ سلسلہ خط وکتابت شروع ہوگیا۔ اور ایک دفعہ اتفاقاً ڈاکٹر صاحب کی میم صاحبہ کسی ضرورت کے واسطے یہاں تشریف لائیں۔ تو وہ مجھے ملنے میرے مکان پر بھی آئیں۔ اسطرح تعلق بڑھتا گیا یہانتک کہ اب ڈاکٹر صاحب اور ان کی میم صاحبہ ہر دو نے اسلام قبول کیا ہے۔ چنانچہ ان ہر دو کی درخواست بیعت ایک ہی فارم پر اس مضمون کے ساتھ بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ارسال ہے۔ (پہنچ گئی ہے ایڈیٹر) میں نے ڈاکٹر صاحب کا اسلامی نام حکیم اور ان کی میم صاحبہ کا نام حکمت تجویز کیا ہے۔ احباب ان کی دینی دنیوی ترقیات اور ان کی استقامت کیواسطے دعائے خیر کریں۔ اور اس ملک میں اشاعت سلسلہ حقہ کے واسطے دست بدعا رہیں۔

میدان فرانس میں تبلیغ

برادرم قاضی صاحب نے لنڈن کے ایک رسالہ میں اشتہار دیا تھا۔ کہ اسلام اور سلسلہ حقہ کے متعلق اگر کوئی صاحب کچھ دریافت کرنا چاہیں تو بخوشی جواب دیا جائیگا۔ چنانچہ چند خطوط آئے۔ اور قاضی صاحب نے بڑی محنت سے لمبے لمبے خطوط ہر ایک کو لکھے۔ ان میں سے ایک صاحب میدان جنگ۔ فرانس سے خط وکتابت کر رہے ہیں۔ جو بہت سعید معلوم ہوتے ہیں۔ اور قریب آ رہے ہیں۔ اپنے ۱۸ جنوری کے خط میں لکھتے ہیں۔ "آپ کے جوابات سے مجھے خوشی ہوئی۔ اسلام کے متعلق کئی غلط فہمیاں دور ہوگئیں۔ فرانسیسی کتاب (فلسفہ مذاہب) کو میں نے پڑھا ہے۔ اور مجھے یقین ہوگیا ہے۔ کہ اسلام کے متعلق احمدی فلسفہ بالکل حق اور فطرت انسانی کے مطابق ہے کیا ہی افسوس کی بات ہے کہ لاکھوں آدمی یہاں جھوٹے خیالات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں مذہب اسلام ہر ایک ظلم اور ناممکن باتوں سے پاک ہے۔"

سب سے چھوٹا گرجا

اس قصبہ سے تھوڑے فاصلہ پر ایک اور قصبہ ہے۔ جس کا نام سینٹ لارنس ہے۔ ایک دن جب سردی کم اور سورج نکلا ہوا تھا۔ میں بذریعہ ریل اس قصبہ میں گیا اور کچھ لٹریچر تقسیم کیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا پرانا گرجا ہے۔ جو قریب آٹھ سو سال کا بنا ہوا بتلایا جاتا ہے۔ اور اس ملک میں سب سے چھوٹا گرجا ہونے کے سبب مشہور ہے۔ آج کل اس میں عبادت نہیں کیجاتی۔ صرف بطور نمائش کے لوگوں کو دکھایا جاتا ہے۔ میں بھی اسکو دیکھنے گیا۔ ایک بڑھیا دکھانے پر مقرر ہے۔ اور گرجے کے اندر ایک رجسٹر رکھا ہوا ہے۔ ہر ایک دیکھنے والے کیواسطے ضروری ہے۔ کہ اس میں اپنے دستخط کرے۔ میرے سامنے بھی وہ رجسٹر پیش کیا گیا۔ میں نے اس پر انگریزی میں لکھا۔

۲۹ جنوری ۱۹۱۸ء مفتی محمد صادق عیسیٰ مسیح کا ایک مبلغ اس کی آمد ثانی میں جو قادیان پنجاب ہندوستان میں واقعہ ہوئی۔

پادری صاحب کے مکان پر اذان

ایک پادری صاحب کے ساتھ یہاں کچھ مذہبی گفتگو رہتی ہے۔ ایک دن انہوں نے مجھے چائے کی دعوت دی۔ اور ایک اور دوست کو بھی بلایا۔ اثنائے گفتگو میں ذکر آیا۔ کہ ہم مسلمان نماز کے واسطے گھنٹہ نہیں بجاتے۔ بلکہ اذان کہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے اذان کہی۔ اور ایک ایک فقرے کا ترجمہ کیا۔ جس سے حاضرین پر ایک خاص اثر ہوا۔ گفتگو میں اچانک مجھے معلوم ہوا کہ پادری صاحب اپنی بیوی کو **ماں** کر کے بلاتے ہیں۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ شاید مجھے غلطی لگی ہے۔ یہ کیا لفظ ہے۔ جس سے آپ اپنی بیوی کو مخاطب کرتے ہیں۔ فرمانے لگے۔ کہ **ماں** مجھے بے اختیار ہنسی آئی۔ جس کا انہوں نے سبب دریافت کیا۔ میں نے بیان کیا کہ ہندوستان میں کوئی شخص اپنی بیوی کو ماں کہے تو اس سے کیا سمجھا جاتا ہے۔ فرمانے لگے ہم ایسی باتوں کا خیال نہیں کرتے۔ چونکہ

ہمارے بچے چھوٹے ہیں - اور جو لفظ ہم ایک دوسرے کو بلاتے ہیں - وہی بچے بھی سیکھ لیتے ہیں - اس واسطے میں اپنی بیوی کو ماں کہتا ہوں - تاکہ بچے بھی اُسے ماں کہیں - لیکن میری بیوی احتیاط نہیں کرتی - وہ میرا نام بلاتی ہے - اور اس واسطے بچے بھی بعض دفعہ مجھے نام سے بلانے لگ جاتے ہیں -

ایک کم ہزار سال کا ٹھیکہ

بعض لوگ کتنا طول اَمل رکھتے ہیں - یہاں ایک شخص اپنی زمین کرایہ پر دینے کے واسطے مشتہر کر رہے ہیں - کہ کوئی شخص کرایہ پر لے کر مکان بنالے - اور کرایہ ادا کرتا رہے - میعاد کرایہ نوسو ننانوے ۹۹۹ سال ہوگی - سنا گیا ہے - کہ کئی کرائے اس میعاد پر اس ملک میں چل رہے ہیں -

ڈاک ہندوستان

اس دفعہ ہندوستان کی ڈاک ۱۷ - دن کے وقفہ کے بعد ۲۹ - جنوری سنہ ۱۹۱۸ء کو ملی - خطوط عموماً ۱۴ - دسمبر اور اس کی قریب کی تاریخوں کے ہیں - ایک مولینا مولوی محمد عبدالواحد صاحب برہمن بڑیہ کا خط بمعہ فہرست اخبارات ۸ - دسمبر کا ہے - اب ڈاک بہت دیر میں ملتی ہے - ایسا ہی ہندوستان بھی دیر میں پہنچتی ہوگی - اس سے ایک گونہ تشویش رہتی ہے - علاوہ اس کے اجناس کی گرانی اور کمیابی روز افزوں ہے - پھر آئے دن کے ہوائی حملے - کل اور آج کی خبر (۳۰ - جنوری) لنڈن پر ہوائی حملہ کی آئی ہے - قاضی صاحب کے واسطے طبیعت پریشان رہتی ہے - جب تک اُن کا خط نہ آجائے تشفی نہیں ہوتی - دعائیں کرتا ہوں - دعا کی توفیق بھی اللہ سے ہی ہے - اور وہی ہر وقت حافظ اور ناصر ہے - ورنہ انسان کی کیا ہستی ہے - بغیر اس کے فضل و کرم اور رحم کے کوئی چارہ نہیں -

صحت

اللہ تعالےٰ کا فضل کرم اور غریب نوازی ہے کہ عاجز کی صحت اچھی رہتی ہے - خلاف امید یہاں سردی بھی کم ہے - لوگ کہتے ہیں - کہ ان ایام میں کبھی ایسی کم سردی یہاں نہ ہوا کرتی تھی - میں کہتا ہوں - یہ اللہ نے اپنے عاجز بندے پر رحم کیا - اور اس کے حق میں اس کے محبین کی دعاؤں کو قبول کیا - موسم نے بھی تبدیلی اختیار کی - اور اپنی سختی کو چھوڑ دیا - کیونکہ میرے رب کو ایسا منظور ہوا - فالحمد للہ رب العالمین - وہی خالق ہے - وہی مالک ہے - اور ہر شئے اسکے قبضۂ قدرت میں ہے -

نقل رپورٹ

قبول اسلام کے متعلق جو رپورٹ مختصر ہم دستی پریس پر چھاپ کر ہندوستان کے اخباروں کو بھیجا کرتے ہیں - اسکی نقل کچھ زاید چھاپ کر گاہے بعض دوستوں کو بھی خط کے ساتھ یا بغیر خط کے بھیجدی جاتی ہے - اسکا یہ منشا نہیں ہوتا - کہ وہ دوست اس کو آگے کسی اخبار کو روانہ کریں - بلکہ وہ دراصل ان ہی کی خوشنودی اور خوشوقتی کے واسطے ہوتی ہے - والسلام

یکم فروری سنہ ۱۹۱۸ء { محمد صادق شفاء اللہ عنہٗ
ووکنگ لنڈن - ملک انگلستان

حائری صاحب سے ایک استفسار

حائری صاحب اپنی کتاب غایت المقصود میں امام غائب کے متعلق لکھتے ہیں - کہ

"جس کے ظہور و خروج کے لئے قرآن تعلیم و ہدایت کرتا ہے - فانتظروا انی معکم من المنتظرین یعنی خدا تعالےٰ فرماتا ہے - پس تم انتظار کرو ظہور کا میں تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں"

یہ آیت تو قرآن مجید میں ضرور آئی ہے - مگر اس مفہوم کے ساتھ اس موجود و مروج قرآن میں تو نہیں البتہ جو قرآن حسب اعتقاد شیعہ امام مہدی کے پاس ہے - اس میں غالباً ویسے ہی آیا ہو -

اگر واقعی یہ آیت امام مہدی اور ان کے انتظار کرنے والوں کے متعلق ہے - تو اب تو بیشک اس میں چون و چرا کرنے کی گنجائش کم ہے - کیونکہ بقول شیعہ مہدی مدت مدید سے عرصہ طویل کے لئے غائب ہیں - اور ان کے ظہور و خروج کا انتظار صدیوں سے ہو رہا ہے شیعہ اثنا عشریہ منتظر ہیں - اور ان کے امام مزعوم منتظر - لیکن سوال یہ ہے - کہ جب امام منتظر ظہور فرما چکیں گے - اور اس انتظار ناہنجار کی تکلیف کو جو اشد من الموت سے بھی زیادہ ہے - شیعوں سے دور ہو جائیگی - تو شیعہ صاحبان فرمائیں - کہ اسوقت بھی یہ آیت قرآن مجید میں موجود رہے گی - یا امام غائب کیطرف غائب کردیجائیگی - اگر قرآن سے غائب یا خارج کی جائے گی - تو کیا ایک امام خادم الاسلام ایسا کرنے کا مجاز ہو سکتا ہے - اگر ہو سکتا ہے - تو پھر اس میں اور محمد علی باب اور بہاء اللہ جنہوں نے قرآن کو کتاب منسوخ اور رسول صلعم کے بعد اپنے آپ کو صاحب کتاب جدید ہونے کا دعوےٰ کیا کیا فرق رہگیا - قرآن کو منسوخ اور متغیر و مبدل کرنے والے امام کو اہل اسلام میں سے کون امام مفترض الطاعت تسلیم کرے گا - اور اگر یہ آیت قرآن میں بدستور قائم و ثابت و باقی رہے گی - اور انشاء اللہ ضرور رہیگی تو وہ حتمی طور پر اسکو اپنی ذات پر کیسے چسپاں کر سکیں گے - اگر کسی منچلے نے کہدیا - کہ صاحب دراصل امام منتظر آپ نہیں ہیں - بلکہ ایک اور ہیں جو آپ کے بعد تشریف لائیں گے - تو نہ معلوم امام صاحب یا آپ کے شیعوں میں سے کوئی اسکا کیا جواب دیگا - بلکہ اس آیت کی بنا پر تو قیامت تک کسی امام کو امام منتظر نہیں مان سکتے - کیونکہ جو بھی آیا اس پر یہی اعتراض قائم رہیگا - کہ صاحب آپ تو آچکے آنیوالا ابھی ایک اور نامدار ہے - جسکا اثنا عشریہ کو انتظار ہے -

امید ہے کہ حائری صاحب اس کے متعلق مفصل جواب سے آگاہ کریں گے - اور بتائیں گے - کہ ان کے اعتقاد کے رو سے قرآن کریم یہ جو زد پڑتی ہے - وہ کس طرح دور ہو سکتی ہے +

خادم حسین

فہرست نو مبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں دفتر الفضل کو جسقدر نام مل سکتے ہیں انکو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

بابت ماہ مارچ ۱۹۱۸ء

نمبر	نام	مقام
۵۳۸	بھاگ بھری صاحبہ	گجرات
۵۳۹	بنت کلاں ملک شیر محمد خانصاحب	ضلع گوجرانوالہ
۵۴۰	عبدالحی صاحب	مدراس
۵۴۱	محمد بخش صاحب	ضلع کرنال
۵۴۲	رحمٰن النساء صاحبہ	〃 〃
۵۴۳	کلیمن النساء صاحبہ	〃 〃
۵۴۴	غفور النساء صاحبہ	〃 〃
۵۴۵	غلام محمد صاحب	〃 〃
۵۴۶	ولایت حسین صاحب	مظفر نگر
۵۴۷	منصب علے صاحب	میرٹھ
۵۴۸	مبارک صاحب	〃
۵۴۹	مشتاق احمد صاحب	〃
۵۵۰	مشتاق احمد ثانی صاحب	〃
۵۵۱	نبی بخش صاحب	ضلع سیالکوٹ
۵۵۲	زیدہ بانو صاحبہ	بنگال
۵۵۳	بذل الکریم صاحب	〃
۵۵۴	قایم الدین صاحب	لایل پور
۵۵۵	عبدالعزیز صاحب	ضلع شاہ پور
۵۵۶	مراد علی صاحب	ضلع گورداسپور
۵۵۷	علی احمد صاحب	〃
۵۵۸	جلال الدین صاحب	〃
۵۵۹	غلام محمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۵۶۰	خیرالدین نمبردار صاحب	〃 منٹگمری
۵۶۱	منشی علاء الدین صاحب نالاگڑھ	شملہ
۵۶۲	چودہری احمد خانصاحب	〃 گوجرانوالہ
۵۶۳	فضل احمد صاحب	〃 〃
۵۶۴	عائشہ بی بی صاحبہ	〃 〃
۵۶۵	رسول بی بی 〃	〃 〃
۵۶۶	سردار بیگم 〃	〃 〃
۵۶۷	انجن کندر صاحب	کالی کٹ
۵۶۸	انجن داور 〃	〃
۵۶۹	مکنٹا گاتھ صاحب	〃
۵۷۰	غلام محمد صاحب	ملتان
۵۷۱	ملک محمد بشیر احمد صاحب	گوجرانوالہ
۵۷۲	ممتاز خانصاحب	بمبئی
۵۷۳	شیخ نبی ماں صاحب	〃
۵۷۴	عبدالرحمٰن صاحب	〃
۵۷۵	مولوی امام الدین صاحب	〃
۵۷۶	رحمت خاں صاحب	ضلع گجرات
۵۷۷	عائشہ خاتون صاحبہ	بنگال
۵۷۸	نعمت شاہ صاحب	لکھنؤ
۵۷۹	منشی محمد علی صاحب	〃
۵۸۰	محمد نسیم صاحب	علی گڈھ
۵۸۱	شیخ غلام سرور صاحب	ڈیرہ غازیخاں
۵۸۲	سردار صاحب	ضلع گورداسپور
۵۸۳	کاکا صاحب	〃
۵۸۴	اسمٰعیل صاحب	〃
۵۸۵	شیردل 〃	〃
۵۸۶	سردار بی بی صاحبہ	〃
۵۸۷	بھاگ دین صاحب	گوجرانوالہ۔
..	.. ..	.. ..
۵۸۹	محمد یعقوب صاحب	کراچی
۵۹۰	سید اقبال حسین صاحب	الہ آباد
۵۹۱	خدا بخش صاحب	ضلع لایل پور
۵۹۲	ولی الرحمٰن صاحب	ہزارہ
۵۹۳	عطا محمد صاحب	ضلع لدھیانہ
۵۹۴	غلام محمد 〃	〃
۵۹۵	عبدالرحمٰن 〃	〃
۵۹۶	مسماۃ بابو صاحبہ	〃
۵۹۷	فاطمہ 〃	〃
۵۹۸	زینب 〃	〃
۵۹۹	ریشم بی بی 〃	〃
۶۰۰	محمد حسین صاحب	〃
۶۰۱	نور محمد صاحب	〃
۶۰۲	عبدالغفور صاحب	〃
۶۰۳	فتح الدین صاحب	〃
۶۰۴	عبدالرحیم 〃	〃
۶۰۵	عبدالکریم 〃	〃
۶۰۶	غلام محمد 〃	〃
۶۰۷	مہتاب الدین 〃	〃
۶۰۸	امام الدین 〃	〃
۶۰۹	قادر بخش 〃	〃
۶۱۰	اللہ بخش 〃	〃
۶۱۱	علی شیر 〃	〃
۶۱۲	جیوی صاحبہ	〃
۶۱۳	گل پیر صاحب	〃
۶۱۴	سلیمان 〃	〃
۶۱۵	مولا بخش 〃	〃
۶۱۶	خیرالدین 〃	〃
۶۱۷	عبدالقادر 〃	〃
۶۱۸	ہیرا 〃	〃
۶۱۹	مسماۃ نوری صاحبہ	〃
۶۲۰	〃 بانو 〃	〃
۶۲۱	اسمٰعیل صاحب	〃
۶۲۲	رحیم بخش 〃	〃
۶۲۳	رمضان بخش 〃	〃

جنگی کانفرنس دہلی کی مختصر روئداد

۲۷ - اپریل کو دارالسلطنت دہلی میں سرکاری و غیر سرکاری انگریزی و ہندوستانی اصحاب کی جو کانفرنس امداد جنگ - خاص طور پر تقویت دینے کے متعلق قرار پائی تھی - اس میں شریک ہونے کے لئے ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند مع اپنی اگزیکٹو کونسل کے سب ممبروں اور چند سکرٹریوں کے جمعہ کے دن بذریعہ اسپیشل ٹرین شملہ سے روانہ ہو کر اسی روز دہلی پہنچ گئے - اور ہندوستان کے مختلف صوبجات سے لوکل گورنمنٹوں کے قائم مقام اور مختلف جماعتوں کے سربرآوردہ اصحاب پنجشنبہ کی شام سے اتوار کی صبح تک آتے رہے - شنبہ کو ۹ بجے صبح سے مدعو شدہ اصحاب ایوان کونسل میں جانے شروع ہو گئے - اور ۱۰ بجے تک کونسل چیمبر کا وسطی ہال شرکا سے معمور ہو گیا - ہز ایکسیلنسی وائسرائے کے داخلہ پر کانفرنس میں گرمجوشی سے ان کا خیر مقدم کیا گیا -

حضور وائسرائے کی تقریر کا خلاصہ

کانفرنس کی کارروائی کا افتتاح کرتے ہوئے لارڈ چیمسفورڈ نے ایک نہایت موثر اور زبردست ہندوستان کے اہم سیاسی امور پر تقریر کی - جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

ہز ایکسیلنسی نے دارالسلطنت دہلی کی سیاسی اہمیت کا ذکر فرمانے کے بعد جنگی کانفرنس کے منعقد کرنے کی غرض اور نمائت ان الفاظ میں بیان کی - کہ آج ہم والیان ریاست اور رعایائے ہندوستان کے تمام حصوں سے یہاں جمع ہوئے ہیں - کاش میں بغیر دھوم دھام شان و شوکت اسلحہ جات کی نمائش اور دیگر ٹھاٹ کے بغیر زیادہ اشخاص کو یہ دکھلانے کیلئے بلا سکتا - کہ ہندوستان نے ان کے دنوں میں جو قول دیا تھا - وہ آج جنگ کے ایام میں بھی بدستور قائم ہے - اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ہندوستان ہمیشہ کی طرح نمک حلال ہے - پس ہم اس مطالبہ کا جواب دینے کیلئے جو ہمارے ملک معظم نے ہم سے کیا ہے - ایک عزم مصمم کے ساتھ یہاں جمع ہوئے ہیں"

اس کے بعد ہز ایکسیلنسی نے موجودہ حالات جنگ کو کسی قدر بیان کرتے ہوئے کہا - کہ ہماری افواج جرمن افواج کے دباؤ سے جو روسی محاذ سے آزاد ہوئی ہیں پیچھے ہٹا دی گئی ہیں - لیکن ہماری صفیں غیر شکستہ ہیں - یہ لڑائی برداشت کی لڑائی ہے - ہر روز خوفناک خونریزی ہوتی ہے - اور فتح صرف اُسے ہی حاصل ہو گی - جو آخر تک برداشت کر سکیگا - ہمارے لئے خوف کی کوئی وجہ نہیں - کیونکہ وقت اور آدمی ہماری طرف ہیں - ہم برداشت کر سکتے ہیں اور برطانیہ کی دختر امریکہ لگاتار آدمی بھیج رہی ہے - جو میدان جنگ میں اپنی جگہ لینے کیلئے تیار ہیں -

مشرق پر جرمنی کا دانت

اس کے بعد ہز ایکسیلنسی نے جرمن کی ان کوششوں منصوبہ بازیوں پر روشنی ڈالی - جو وہ مشرق میں بدامنی پھیلانے کے متعلق کرنا چاہتا ہے - اور جن سے بلاواسطہ ہندوستان متاثر ہو سکتا ہے - آپ نے فرمایا - جرمنی تمام دنیا پر حکومت کرنے کے خواب میں مدت سے مشرق کیطرف آنکھیں لگائے ہوئے ہے - مشرق پر ہمیشہ اسکا دانت رہا ہے - اور بہت سال گذرے جرمنی نے اپنی تمام سیاسی چالیں ٹرکی پر خیلاقی اور پولیٹیکل طور پر قبضہ کرنے کیلئے مجتمع کر رکھی تھیں - ٹرکی کو بطور نوکر کے حاصل کر کے مشرق کیطرف اس کیلئے رستہ کھل جاتا ہے - اور وہ اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے مسلم دنیا میں ترکی کے رسوخ اور عزت کو استعمال کریگا - بغداد ریلوے اور ایشیائے کوچک اور عراق عرب میں دیگر معاملات کے متعلق جنگ سے پہلے جرمنی کے جو منصوبے تھے - میں ان کا ذکر نہیں کرونگا -

ٹرکی کے جنگ میں شامل کرنے سے جرمنی کی پہلی غرض

ہز ایکسیلنسی نے ٹرکی کے جنگ میں شریک ہونے اور اس کا مسلمانان ہند پر کوئی اثر نہ ہونے کے متعلق فرمایا کہ ٹرکی اس تباہی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جو اس بدنصیب ملک کو برداشت کرنی پڑی ہے - سیاسی جنگ میں شامل کر دیا گیا جس میں اس کا کوئی تعلق نہ تھا - اب جرمنی نے یہ پالیسی محض اپنی مشرقی حکومت کی خواہش کیوجہ سے اختیار نہیں کی تھی - بلکہ اسے یہ بھی امید تھی کہ وہ اسطرح اپنے سب سے بڑے دشمن برطانیہ کلاں کو مشرق میں انتہائی طور پر پریشان کر سکیگا - اوّل اسے یہ امید تھی - کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو دھوکہ سے یہ یقین دلایا جائیگا - کہ ٹرکی کے ساتھ یہ نیا وحشی جنگ جو ہماری مرضی کے خلاف ہم پر تھوپی گئی ہے - ایک مذہبی جنگ ہے - اور اسطرح مسلمان برطانیہ کلاں کی سلطنت سے سرکش ہو جائینگے - لیکن اس میں جرمنی کا مایوس ہونا لازمی تھا -

مسلمانان ہند کی وفاداری

ہندوستانی مسلمانوں نے فوراً معلوم کر لیا - کہ یہ مذہبی معاملہ نہیں ہے - بلکہ ایک دنیاوی جھگڑا ہے جس میں وہ بوجہ اپنی عقلمندی اور وفاداری کے نہیں پھنسے ہندوستانی مسلمان جن کا مذہب برطانوی حکومت کے ماتحت محفوظ ہے - اور ہمیشہ سے اسکی حفاظت کی جاتی ہے - اور آئندہ کیجائیگی - سلطنت کیساتھ وفادار رہے ہیں - جس کا وہ ایک اہم جزو ہیں -

جرمنی کی دوسری غرض

دوم جرمنی کو یہ امید تھی - کہ وہ ٹرکی کے جنگ میں شامل ہونے کیوجہ سے خلیج فارس میں جانے کیلئے ایک کھلا اور بغیر کسی مزاحمت کے رستہ ملجائیگا جہاں اپنی آبدوز کشتیوں کے ذریعہ ہندوستانی ریل و رسائل تک بسہولت پہنچ سکیگا - اور ہندوستان کیساتھ اور شاید آخرکار فارس میں سازش اور خوف پھیلانے سے وہ جنگ کو خود ہندوستان کی حدود تک لے آئیگا لیکن اس میں بھی اسے ناکامی ہوئی -

عراق عرب کی فتوحات

عراق عرب میں جس کو ہندوستان نے اس قدر فیاضانہ امداد دی ہے - ہماری بہادر افواج نے پے در پے فتح حاصل کر کے عراق عرب کے بہاری میدانوں کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی ہیں - اور مجھے امید اور یقین ہے کہ اس علاقہ سے ہمیں اب کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا - عراق عرب میں کارنمایاں کر کے ہم نے نہ صرف مشرق وسطی میں امن قائم کر دیا ہے - بلکہ براہ راست

جرمن حملے سے ہندوستان کی بہترین ممکن محافظت کر رہے ہیں۔

اب خطرہ کس طرف سے ہے

ہز ایکسیلنسی نے جرمنی کے اپنی مفسدہ پرداز امیدوں میں ناکام رہنے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ اب آپ لوگ دریافت کریں گے۔ کہ پھر وہ خطرہ کہاں ہے جسکا صاحب وزیر اعظم نے ذکر کیا ہے۔ وہ خوفناک روسی انقلاب کے ذریعہ پیدا ہوگیا ہے۔ جس نے جنوبی روس میں شرقی ایران اور افغانستان کی حدود کو ایک اور دروازہ کھول دیا ہے۔ اسوقت اس رستہ پر جسے جرمن افواج کو ہم تک پہنچنے کے لیئے طے کرنا ضروری ہوگا قحط۔ بدامنی اور بدنظمی پھیل رہی ہے۔ اور چونکہ مغرب میں دشمن ایک نہایت عظیم الشان جنگ میں مصروف ہے۔ اس لیئے اس نے ابھی تک اس طرف کوئی فوجی تحریک نہیں کی۔ لیکن اس کے لیئے دروازہ کھلا ہے۔ اور ہمیں ہوشیار رہنا چاہیئے اس سے پہلے ہمیں کبھی لڑائی میں اس قدر پیش بینی سے کام کرنے اور ہر ایک ممکن اتفاقیہ واقعات کیلیئے تیار رہنے کی ضرورت نہیں ہوئی جیسی کہ اس لڑائی میں ہے۔ جرمنی نے ابھی تک اس سمت جس کا میں نے ذکر کیا ہے کوئی فوجی تحریک نہیں کی اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ لیکن وہ پیشتر ازیں جیسا کہ اس کا قاعدہ ہے۔ وسط ایشیا میں اپنے سازش پھیلانے والے اور الگ تھلگ کرنے والے ایجنٹوں کو بھیج رہا ہے۔ روسی انقلاب سے اس نے جو سبق سیکھا ہے وہ یہ ہے۔ کہ تمام اسلحہ جات سے جو روپیہ خرید سکتا ہے یا سائینس ایجاد کر سکتی ہے۔ زیادہ زبردست ہتھیار دشمن کو اسکی اپنی اندرونی طاقتوں کے ذریعہ درہم برہم کر دینا ہے۔ اس مقصد کے لیئے جرمنی نے روس میں سرنگیں لگائیں۔ اور اس مقصد کیلیئے وہ مشرق میں اپنے ایجنٹوں کی معرفت سرنگیں لگائے گا۔

امیر کابل کی وفاداری

اس کے بعد ہز ایکسیلنسی نے نہایت پر زور الفاظ میں ہز میجسٹی امیر افغانستان کی وفاداری اور دوستی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ اس ملک کی تاریخ میں افغانستان کے کسی امیر اور ہندوستان کے کسی وائسرائے کے درمیان باہمی تعلقات ایسے دوستانہ اور باہمی اعتماد کے رہے ہوں۔ جیسے کہ آجکل ہیں لیکن پھر بھی ہندوستان اور افغانستان میں ایسے جاہل اور سادہ لوح لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو سخت پریشانی کا موجب ہو سکتے ہیں۔

بہر حال اسوقت ہندوستان کا بڑا فرض یہ ہے۔ کہ ہز میجسٹی امیر افغانستان کی ہر طرح مدد کرے۔ اور اپنی کل قوت سے ہندوستان کی حفاظت کا انتظام کرے۔

امداد جنگ کے طریق

ہز ایکسیلنسی نے یہ توقعہ ظاہر کی کہ اگر بھرتی کے موجودہ طریقہ ہی پر کافی طور سے عملدرآمد کیا جائے تو بھی فوج کیلیئے کافی آدمی مل سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہندوستان کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ یہ جنگ ہندوستان ہی کی جنگ ہے۔ اس مقصد کیلیئے دو کمیٹیاں بنائی جائیں ایک بھرتی کیلیئے اور دوسری مالی امداد کیلیئے۔ آپ نے اسکی بھی ضرورت جتائی کہ اسوقت ہندوستان کو اور زیادہ مدد کرنی چاہیئے۔ اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے ہز ایکسیلنسی نے باہمی اتفاق اور اتحاد قائم رکھنے پر زور دیا اور کہا کہ جو لوگ اسوقت برطانیہ کی مشکلات سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ وہ ہندوستان کے اصل مقاصد کے غلط معنی سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اسوقت اپنی وفاداری اور مدد کا صلہ طلب کرتے ہیں۔ لیکن آپ کو دل سے یقین ہے۔ کہ اس کانفرنس میں جو لوگ شریک ہوئے ہیں۔ وہ کوئی تجارتی مقصد نہیں رکھتے۔

ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی تقریر کمال غور سے سنی گئی اور اس کے خاتمہ پر لارڈ ممدوح نے جب حضور شہنشاہ معظم کا ایک خاص پیام جو اسی وقت تار پر موصول ہوا تھا۔ پڑھ کر سنایا۔ تو جملہ حاظرین تعظیماً استادہ رہے۔ اس پیام کا مضمون حسب ذیل تھا:۔

پیام شہنشاہی بنام رعایائے ہند

مابدولت کو یہ سنکر بڑی ظمانیت و مسرت ہوئی ہے۔ کہ ہمارے نائب السلطنت (وائسرائے) کی دعوت پر والیان ریاست و رؤسا صوبجات کی گورنمنٹوں کے قائم مقام اور یورپین و ہندوستانی آبادی کے تمام درجوں اور طبقوں کے رہنما بمقام دہلی ایک مجلس شورائی میں بدیں غرض مجتمع ہیں۔ کہ باشندگان کی پائیدار وفاداری کی اور دیگر اجزائے سلطنت کے ساتھ ملکر اپنی انتہائی قابلیت سے اور اپنے ذرائع کی پوری حد تک اس جنگ کے جاری رکھنے کی مضبوط مرضی کی دوبارہ تصدیق کریں۔ یہ ایک ایسی جنگ ہے جسکو ہمارے دشمنوں نے عمداً دنیا کی آزادی کے خلاف چھیڑا ہے۔ اور وہ بیدردی کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ ہندوستان نے اتحادیوں کے مقصد کو جو مدد دی ہے۔ وہ اگرچہ عظیم الشان ہے۔ مگر تاہم وہ کسی طرح اس کے ذرائع اور طاقت کے پورے پیمانہ کے موافق نہیں ہے۔ مابدولت کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ ان ذرائع کو نشوونما دینے اور اسکی آدمیوں کی طاقت سے پورے طور سے کام لینے کا اس کانفرنس کو مقدم خیال ہوگا۔ سلطنت کی ضرورت ہندوستان کا موقعہ ہے۔ اور مابدولت کو اعتماد ہے۔ کہ ہمارے نائب السلطنت کی پختہ رہنمائی میں وہ قاصر نہ رہیگے حال کے واقعات نے مغربی محاذ کی کشمکش کو زیادہ تلخ اور زیادہ سخت بنا دیا ہے۔ اسی اثنا میں مشرق کی صورت حال کو اشیار کے ان فسادات سے خطرہ ہے جن کو دشمن پیدا کرا رہا ہے۔ یہ روز افزوں اہمیت کا معاملہ ہے کہ مابدولت کی جو افواج مصر فلسطین عراق عرب میں جنگی کارروائیاں کر رہی ہیں انکو بڑی حد تک ہندوستان سے مدد پہنچا کر قائم رکھا جائے۔ مابدولت اسکی پختہ امید و اعتماد رکھتے ہیں کہ اس کانفرنس کی کارروائیاں اتحاد کی محبت آمیز اسپرٹ کو مدعا و سرگرمی کے ایک مرکز پر لائے اور ان قربانیوں کے خوشی خوشی قبول کرنے کو ترقی دیگی۔ جن (قربانیوں) کے بغیر کوئی پائدار فتح حاصل نہیں کی جا سکتی۔

دو سب کمیٹیاں

ہز ایکسیلنسی وائسرائے کے پیام شہنشاہی پڑھکر سنانے کے بعد چند ممتاز اصحاب کی تقریریں ہوئیں اور اسکے بعد دو سب کمیٹیاں بدیں غرض قائم کیگئیں کہ ممالک سرکاری نے آدمیوں کی طاقت اور ذرائع ہندوستان سے اغراض جنگ میں مزید وسعت

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا